گفتنی ها

حرارت قلوب مومنین

سید رمیز الحسن موسوی[1]
srhm2000@yahoo.com

اُمت مسلمہ کے نزدیک اہل بیت اطہار علیہم السلام کا ایک خاص مقام و مرتبہ ہے۔ یہ مقام و مرتبہ قرآن و سنت پر ایمان رکھنے والے اور کتب سیر و تاریخ سے آگاہ کسی بھی کلمہ گو مسلمان پر پوشیدہ نہیں۔ صدر اسلام سے لے کر آج تک خاندان عصمت و طہارت کی عظمت و شرافت کو کم کرنے کی جس نے بھی کوشش کی، تاریخ شاہد ہے کہ وہ اپنے شوم مقاصد میں ہمیشہ ناکام رہا ہے۔ اہل بیت اطہارؑ کے مقام و مرتبے کو اس وقت مزید چار چاند لگ جاتے ہیں، جب ۶۱ ہجری میں اس خاندان کے چشم و چراغ نواسۂ رسول حضرت امام حسین علیہ السلام اپنا سب کچھ اسلام کی راہ میں قربان کرتے ہوئے اپنے خون سے اپنے نانا کے دین کی تا قیامت بقاء کا اہتمام کر دیتے ہیں۔

نہ فقط مسلمان اور اُمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلکہ دنیا کے تمام حریت پسند امام حسین علیہ السلام سے عشق و محبت کرتے ہیں اور ہر سال مسلمانوں کے علاوہ ہزاروں غیر مسلم بھی امام حسینؑ کی یاد مناتے ہیں۔ امام حسین علیہ السلام کی قربانی اور مظلومانہ شہادت نے پوری اُمت کے دلوں میں ایک ایسی حرارت پیدا کر دی ہے جو قیامت تک ٹھنڈی نہیں ہو گی۔ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ اُمت مسلمہ کے عشق و محبت کو امام جعفر صادق علیہ السلام نے قلوب کی حرارت سے تعبیر فرمایا ہے:

اِنَّ لِقَتلِ الحسین علیہ السلام حَرارۃً فی قلوب المؤمنین لا تَبردُ ابداً۔

---

[1] ۔ مدیر مجلّہ سہ ماہی "نور معرفت" نور الہدیٰ مرکز تحقیقات (نمت)، بھارہ کہو، اسلام آباد۔

یعنی: بے شک حسین علیہ السلام کے قتل کی وجہ سے مومنین کے قلوب میں ایک ایسی حرارت ہے کہ جو کبھی ٹھنڈی نہیں ہو گی۔[کامل الزیارات، ص۳۸]

ایک معصوم امامؑ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے یہ کلمات روز بروز حقیقت اختیار کرتے جا رہے ہیں۔جوں جوں انسانیت شعور و عقل کی منزلیں طے کر رہی ہے اُس پر عشق حسینؑ کی حقیقت بھی روشن ہو رہی ہے۔عاشورۂ حسینی ہر سال آتا ہے اور ہر سال انسانیت شعور کی منزلیں طے کرتی ہے اور امام حسین علیہ السلام کے عاشقوں اور محبوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔امام حسینؑ سے عشق و محبت انسانی فطرت میں شامل ہے۔

چونکہ فطرت انسان، کمال پرست ہے جس چیز میں کمال ہو وہ اُس سے محبت کرتی ہے اور جو ہستی کمال مطلق میں فنا ہو جائے اور اپنا سب کچھ کمال مطلق پر قربان کردے اُس سے عشق بھی ایک فطری امر ہے۔لیکن فطرت انسانی سے منحرف لوگ کبھی بھی عشق امام حسینؑ کا ادراک نہیں کر سکتے۔۶۱ ہجری میں انسانی فطرت سے عاری کچھ انسان نما درندوں نے حضرت امام حسینؑ اور اُن کے جان نثاروں کے عشق الٰہی کا امتحان لینا چاہا اور بزعم خود فتح و نصرت کے نشے میں ڈوب کر اور عاشقان الٰہی کو شکست سے دوچار کرکے فتح و کامیابی کے نقارے بجانے شروع کردیے تھے اور اسی نشے میں خانوادہ نبوتؐ کی ناموس کو بازاروں اور درباروں میں ذلیل و خوار کرنے کی کوشش کی تھی۔لیکن ظاہری طاقت و فتح کے نشے میں مست ان لوگوں کی یہ غلطی رہتی دنیا تک اُن کے لئے سوہان روح بن گئی۔

لہٰذا آج انہی ظالموں کے نظریاتی فرزند اپنے بڑوں کی اس غلطی کی آگ میں جل رہے ہیں اور اس کا ازالہ عزاداری امام مظلوم کے جلوسوں اور مجالس کو روک کر کرنا چاہتے ہیں۔جلوس ہائے عزا کو روکنے والے درحقیقت یزید اور اُس کے اُن کارندوں کی اس غلطی پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں، جو اُنھوں نے واقعۂ عاشورا کے بعد اہل بیت اطہارؑ کے اسیروں کو سر بازار و دربار لے جا کر کی تھی۔اُس وقت وہ فتح کے نشے میں نہیں سمجھ سکے کہ مظلوم اسیروں کا دربدر گھمایا جانا یزید اور اُس کے آباؤاجداد کے لئے تا قیامت رسوائی کا باعث بن جائے گا اور عشق حسینؑ کی آگ میں جلنے والے قلوب، قیامت تک بازاروں میں اس غم کی یاد مناتے پھریں گے۔

عزاداری کے جلوس یزیدیت کے خلاف صدیوں سے جاری احتجاج ہے اور ان جلوسوں کے خلاف ریشہ دوانیاں یزیدیت کا دفاع اور یزید کے ماننے والوں کا اپنے نظریاتی اجداد کی تاریخی غلطی پر پردہ ڈالنے کی

کوشش ہے۔ گزشتہ سال راولپنڈی میں ۱۴۳۵ھ کے چہلم سید الشہدؑاء کے جلوس کو روکنے والوں کو شاید اس حقیقیت کا ادراک نہیں تھا کہ اہل بیت اطہارؑ کے پیروکاروں کے خلاف ہر سازش کامیاب ہو سکتی ہے۔ لیکن عشق حسینؑ کی حرارت کو اس قوم کے دلوں سے کسی بھی صورت خاموش نہیں کیا جاسکتا۔

امسال بھی جہاں حکومتی سطح پر عزائے حسینی کے جلوسوں کو چار دیواری کے اندر محدود کرنے کی ناکام سعی کی جارہی ہے وہاں واقعہ کربلا میں ملوث اُموی چہروں کے ہمدردوں کی طرف سے بھی گریہ وماتم کے بارے میں خود ساختہ فلسفے پیش کرنے کی کوششیں جاری ہیں اور آئے دن ملکی جرائد واخبارات میں گریہ اور ماتم کو غیر اسلامی فعل اور سنت وسیرت رسولؐ کے منافی عمل کے طور پر پیش کیا جارہا ہے۔ گریہ وماتمی جلوسوں کو ملک کے امن وامان کے لئے خطرہ قرار دینے والے لکھاریوں نے گریہ کے بجائے صبر کرنے اور مردوں پر گریہ کی ممانعت پر مبنی روایات پیش کرنے کی سعی کی ہے اور فرامین رسول ﷺ کی روشنی میں گریہ کو صبر واستقامت کے برعکس قرار دیا ہے۔

لیکن مذہب اہل بیت اور سیرت رسول ﷺ سے ناآشنا ان لکھاریوں کو معلوم نہیں کی رسول اللہ ﷺ نے خود شہداپر رونے کی تاکید فرمائی ہے چنانچہ تاریخ اسلام شاہد ہے جب آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہؑ شہید ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے اُن پر رونے کا حکم دیا تھا۔ لہٰذا آنخضرت ﷺ نے کس گریہ سے منع فرمایا ہے اور کون سے مردوں پر رونے کی ممانعت فرمائی ہے؟ یہ لوگ عام شہدا تو کیا خاندان رسولؐ کے شہدا تک کو عام مُردوں کے برابر سمجھتے ہیں اور طبعی موت مرنے والوں پر بے صبری کے گریہ اور حفاظت دین میں مظلومانہ طور پر شہید ہونے والوں پر گریہ وماتم کو ایک جیسا قرار دیتے ہیں۔ ان کو معلوم نہیں کہ مذہب تشیع میں گریہ وماتم کا فلسفہ کیا ہے اور ان جلوس ہائے عزا سے شیعہ کیا نتیجہ لینا چاہتے ہیں۔

کیا امام عالی مقامؑ پر گریہ وماتم، بے صبری کا گریہ ہے اور یہ پشیمانی اور ندامت کا ماتم ہے؟ شیعہ مذہب کے نزدیک ایسا ہرگز نہیں۔ تاریخ شیعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیعوں نے ہر دور میں وقت کے ظالموں اور یزیدیت کے وارثوں کو اسی گریہ وماتم کے ذریعے شکست دی ہے۔ دور کیوں جاتے ہیں، انقلاب اسلامی ایران ہی کی تاریخ کو دیکھ لیجئے۔ ایران پر برسوں سے ایک ظالم حکومت مسلط تھی جس کی پشت پناہی دنیا بھر کی یزیدی قوتیں کررہی تھیں۔

یہ ظالم شاہ عالمی کفر کے سہارے ایران سے اسلام وقرآن کا نام ونشان مٹانے پر تلا ہوا تھا۔یزید جیسی خصوصیات کے اس ظالم بادشاہ کو حسینؑ پر رونے والی قوم ہی نے شکست دی ہے اور اسی حسینی گریہ وماتم کی صداؤں سے یہ ظالم وفاسق حکمران ایران چھوڑ کر بھاگا ہے۔ایران کے انقلاب میں عزاداری اور حسینی گریہ کے کردار اور عزائے حسینی کے فلسفے کے بارے میں خود رہبر انقلاب حضرت امام خمینیؒ کے بیانات قابل توجہ ہیں۔امام خمینیؒ ظلم وستم کے خلاف امام حسینؑ پر گریہ وماتم کی طاقت کے بارے میں فرماتے ہیں:

''اسلام کو اس وقت تک سید الشہدأ نے زندہ رکھا ہے۔ سید الشہدأ نے اپنی ہر چیز کو، اپنے جوانوں کو، مال واسباب کو اور جو کچھ بھی ان کے پاس تھا (مال ومنال تو نہیں تھا) بلکہ جوان تھے، اصحاب تھے، سب کو، راہ خدا میں دے دیا اور اسلام کی تقویت اور ظلم کی مخالفت میں، اس دور کی عظیم شہنشاہیت کے خلاف جو آج کی شہنشاہیت سے بڑی تھی، نہایت قلیل افراد کو ہمراہ لے کر اٹھ کھڑے ہوئے اور اگرچہ شہید ہوگئے مگر اس کو مغلوب کر دیا اور اس نظام ظلم کو تارمار کرکے رکھ دیا۔ہم انہی کے پیروکار ہیں اور اُسی وقت سے امام جعفر صادق علیہ السلام کے حکم اور ائمہ ہدیٰ کے دستور کے مطابق مجالس عزا برپا کررہے ہیں۔ان مجالس کو جو ظالموں کے ظلم وستم اور بیداد گری کے مقابلہ میں ہیں، ہم نے زندہ رکھا ہے۔۔۔۔ اس وقت ایک گروہ ایسا وجود میں آیا ہے جو کہتا ہے کہ اب مصائب کی کیا ضرورت ہے؟ انہیں معلوم نہیں کہ مصائب یعنی چہ؟ وہ عزاداری کی ماہیت کو نہیں جانتے۔انہیں نہیں معلوم کہ یہ امام حسینؑ کی تحریک تھی جس نے ہماری تحریک کو جنم دیا ہے۔ یہ تحریک اسی تحریک کی ایک کرن ہے۔ انہیں نہیں معلوم کہ عزائے امام حسینؑ میں گریہ کرنا، تحریک کو زندہ رکھنا اور اس جذبہ کو زندہ رکھنا ہے، جس کے تحت چھوٹی سی جماعت، بہت بڑی شہنشاہیت سے ٹکرا گئی۔امام حسینؑ کا یہ دستور العمل ہر ایک کیلئے ہے کہ (کل یوم عاشورا وکل رض کربلا) اس چیز کا حکم ہے کہ ہر روز اور ہر جگہ اسی تحریک کو زندہ رکھنا چاہیے اور وہی طریقہ کار اختیار کرنا چاہیے۔امام حسینؑ نے تعداد کم ہونے کے باوجود اپنی ہر چیز کو اسلام پر فدا کر دیا۔ایک بڑی طاقت کے مقابلہ پر ڈٹ گئے اور اس کا انکار کر دیا۔

لہٰذا ہر روز اور ہر جگہ اس انکار کو محفوظ رہنا چاہیے۔ یہ مجالس عزا اسی انکار کو زندہ رکھنے کیلئے ہیں۔ ہمارے بچے اور جوان اس احساس کا شکار نہ ہوں کہ ہم رونے والی قوم ہیں۔ اس چیز کو

دوسروں نے تمہارے کانوں میں پھونکا ہے کہ یہ رونے والی قوم ہے۔ وہ اسی گریہ سے خائف ہیں، اس لیے کہ یہ گریہ، مظلوم پر گریہ ہے اور ظالم کے خلاف فریاد ہے۔ ماتمی دستے جو سڑکوں پر نکل آتے ہیں، یہ ظالم کے مقابلہ میں قیام ہے۔ اس حرکت کو محفوظ رہنا چاہیے۔ یہ ہمارے مذہبی شعائر ہیں جن کی حفاظت ہونی چاہیے۔ یہ ہمارے سیاسی شعائر ہیں جن کو محفوظ رہنا چاہیے۔ یہ بکے ہوئے قلم تمہیں دھوکہ نہ دیں۔ یہ اشخاص جو مختلف ناموں اور انحرافی مذاہب کے تحت چاہتے ہیں کہ ہر چیز کو تم سے چھین لیں، یہ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ یہ مجالس، مظلوم کے مصائب اور ظالم کے ظلم کا تذکرہ ہر دور میں ظالم کے مقابلہ پر لا کھڑا کرتا ہے"۔

(قیام عاشورا، ص ۱۳، ۱۲)

پس امام خمینیؒ کے نزدیک امام حسینؑ پر گریہ کا مقصد ظالموں کو بے نقاب کرنا اور یزیدیت کے مبلغین کی کوششوں کو ناکام بنانا ہے۔ شیعہ جو ماتم کرتے ہیں وہ امام خمینیؒ جیسے استعمار شکن رہبر کے نزدیک ظالم سامراج کے منہ پر پڑنے والے طمانچے ہیں اور شیعوں کا ماتم کے لئے اُٹھنے والا ہر ہاتھ وقت کے یزیدوں اور ظالموں کے منہ پر پڑتا ہے۔ شیعہ بے صبری کی وجہ سے ماتم نہیں کرتے ، بلکہ اپنے عزیزوں کے غم کو بھی غم حسین میں بدل ڈالتے ہیں اور اپنے مرنے والوں پر ماتم کو بھی ماتم حسینؑ میں بدل ڈالتے ہیں۔

چونکہ شیعہ کے نزدیک جو گریہ جائز ہے اور سنت رسول ﷺ ہے وہ حسین علیہ السلام جیسے مظلوم پر گریہ وماتم ہے نہ اپنے مرنے والوں پر ۔چونکہ حسینؑ پر گریہ وماتم ظلم شکن ہے اور ظالموں سے نفرت وبیزاری کا اظہار ہے ۔لہٰذا مظلوم پر گریہ وماتم کرنا ایک سیاسی وعبادی عمل ہے ۔ہمارے نزدیک عزاداری اور ماتم کو عبادت کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ماتم وگریہ کی مجالس در حقیقت اسلام کی بقاکے لئے ہیں ۔چونکہ امام حسین علیہ السلام نے اسلام کی بقاکے لئے شہادت قبول کی تھی لہٰذ حسینؑ مظلوم کا تذکرہ اور ماتم بھی بقائے اسلام کا باعث ہے۔

گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی جس طرح پنجاب حکومت نے عزاداری کے جلوسوں کو روکنے کی کوشش کی ایسی مکروہ کوشش پہلے کسی حکمران نے نہیں کی تھی۔ کیوں ہماری حکومتیں امریکہ جیسی ظالم اور سامراجی طاقتوں کے سہارے وجود میں آتی ہیں جو پوری دنیا میں یزیدیت کے مظالم کی وارث ہیں لہٰذا

انہی ظالموں اور سامراجی طاقتوں کے خلاف اُٹھنے والی ہر آواز سے ہراساں ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ عزاداری امام حسینؑ کی مجالس اور جلوسوں سے زیادہ ظلم اور ظالموں کے خلاف بڑی کون سی آواز ہو گی۔
لہٰذا اس آواز کو دبانے کے لئے جہاں بنی اُمیہ جیسے سابقہ ظالموں کے حامی قلم حرکت میں آجاتے ہیں وہاں موجودہ ظالم سامراجی قوتوں کے کارندے بھی اپنے کالے قوانین کی لاٹھی سے ظلم وستم کا بازار گرم کرنے لگتے ہیں ۔اس ملک میں مسلمانوں کے درمیان تفرقہ انگیز خطبات کو لاؤڈ سپیکر پر نشر کرنے پر کوئی پابندی نہیں، لیکن نواسہ رسول کی یاد میں برپا کی جانے والی مجالس عزا کے لاؤڈ سپیکر پر پابندی ضرور ہے لہٰذا اسی متعصبانہ سیاست کے تحت امسال بیسیوں عزاخانوں کی انتظامیہ کے خلاف ایف آئی آر کاٹی گئی ہیں لیکن ایسے قوانین بنانے والوں کو معلوم نہیں کہ شیعہ ہر چیز سے رک سکتا ہے لیکن عزائے حسینی سے ہرگز نہیں رکے گا۔چونکہ یہ مومنین کے دلوں کی حرارت ہے جسے تاقیامت ٹھنڈا نہیں کیا جاسکتا۔

روز جمعہ اور اسلامیان پاکستان کی بے حسی

ہفتے کے دنوں میں ایک جمعے کا دن ہے۔ اسلامی روایات میں جمعہ کے دن اور رات کی بہت زیادہ فضیلت ذکر ہوئی ہے اور اسے تمام دنوں کا سردار کہا گیا ہے۔ مسلمانوں کے نزدیک اس دن کی اہمیت اور فضیلت کسی پر بھی ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ ہر مسلمان اس دن کو مبارک اور نیک سمجھتا ہے۔ جس طرح اتوار کا دن عیسائیوں کے لئے اور ہفتے کا دن یہودیوں کے لئے مقدس ہے اور وہ اس دن اپنی عبادات انجام دیتے ہیں اور دوسرے کاموں سے ہاتھ کھینچ کر مذہبی رسومات ادا کرتے ہیں، مسلمانوں کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے جمعہ کا دن عبادت اور خوشی کا دن قرار دیا ہے۔
پیغمبر اکرم ﷺ سے منقول ایک روایت کے مطابق جمعہ کا دن عید قربان اور عید فطر سے بھی بڑھ کر ہے اور جمعہ کے دن انسان جو بھی دعا کرے وہ قبول ہوتی ہے۔ایک اور حدیث میں ہے کہ سب سے بہتر دن جس پر آفتاب طلوع ہوتا ہے، جمعہ کا دن ہے ۔قرآن مجید میں ایک پوری سورہ اسی کے نام سے نازل ہوئی ہے۔ جمعہ کے دن کے یہ فضائل کسی بھی پڑھے لکھے مسلمان سے پوشیدہ نہیں۔ مسلمان روز جمعہ کی اسی اہمیت کے پیش نظر اس دن تعطیل کرتے ہیں اور دنیوی کاموں سے ہاتھ کھینچ کر روز جمعہ کے مستحبات وسنن کو ادا کرتے ہیں لہٰذا نماز جمعہ کے اجتماعات میں شرکت ہر مسلمان اپنے لئے سعادت سمجھتا ہے۔

جمعہ کی نماز فرضِ ہے اور اس کی فرضیت ظہر سے زیادہ موکد ہے۔ یعنی ظہر کی نماز سے اس کی تاکید زیادہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو تین جمعے سستی کی وجہ سے چھوڑے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کر دے گا اور ایک روایت میں ہے وہ منافق ہے اور اللہ سے بے علاقہ اور چونکہ اس کی فرضیت کا ثبوت دلیل قطعی سے ہے لہٰذا اس کا منکر کافر ہے۔

پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے جس کے عوام بھی اسے اسلامی مملکت سمجھتے ہیں اور حکمرانوں کا بھی دعویٰ ہے کہ یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔ بچوں کو پاکستان کی تاریخ میں بھی یہ پڑھایا جاتا ہے کہ یہ ایک نظریاتی مملکت ہے اور اسے اسی اسلامی نظریہ کی بنیاد پر حاصل کیا گیا ہے۔ جس کا لازمہ یہ ہے کہ اس میں اسلامی تہذیب وثقافت کی تمام نشانیاں اور علامتیں پائی جانی چاہییں۔

روز جمعہ کے اعمال، نماز اور دوسری رسوم سے بڑھ اسلامی تہذیب وتمدن اور ثقافت کی علامت اور کیا چیز ہو گی۔ لیکن پاکستان جیسی اسلامی مملکت میں اسلامی ثقافت کی اس علامت کو نمایاں کرنے کے بجائے، مٹانے کی ہر ممکن کوشش کی جارہی ہے اور یہ کام تشکیل پاکستان کے آغاز ہی کے ساتھ شروع ہو گیا تھا۔ جہاں دوسری اسلامی علامتوں اور ثقافتوں کے نقوش مٹائے گئے ہیں وہاں نماز جمعہ کو بھی سرکاری سطح پر بے اہمیت ظاہر کرنے کے لئے اس دن کی چھٹی کے بجائے عیسائیت کے نزدیک اہمیت کے حامل دن اتوار کو سرکاری چھٹی رکھی گئی ہے۔

عالم اسلام کے تمام مفکرین اور دانشور پاکستان کو ایک اسلامی نظریاتی مملکت قرار دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں دنیائے اسلام کے نامور دانشور آیت اللہ شہید مرتضیٰ مطہریؒ پاکستان کے اسلامی نظریاتی مملکت ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس میں جمعہ کے بجائے اتوار کی چھٹی پر اظہار تعجب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''جمعے کی تعطیل کا مسئلہ بھی اُن مسائل میں سے ہے جو بعض اسلامی ممالک میں جب سے استعمار آیا ہے اس نے اسے تبدیل کردیا ہے۔ مثلاً پاکستان (کو دیکھ لیں) انگریزوں نے ہندوستان میں داخل ہونے کے ساتھ ہی کوشش کی ہے کہ اس کی تمام رسوم کو اپنی رسوم میں تبدیل کردیں۔ جن میں سے ایک یہ کہ اُنھوں نے جمعہ کی تعطیل کو اتوار کی تعطیل میں تبدیل کردیا تھا۔ اب بھی پاکستان میں اسی طرح ہے۔ جب ایک چیز تبدیل ہو جائے تو پھر اُسے دوبارہ اپنی جگہ پر لانا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔

پاکستان بنیادی طور پر اسلام کے نام پر آزاد ہوا ہے۔یعنی پاکستان، ہندوستان کے مقابلے میں کوئی ایسا پہلو نہیں رکھتا تھا کہ جس کی بنا پر وہ اس سے الگ ہو تا سوائے معنوی، روحانی، فکری اور ایمانی پہلو کے۔یعنی ہم مسلمان ہیں اور تم ہندو ہو اور معنوی ثقافت کے لحاظ سے ہم ایک دوسرے سے جدا ہیں، ہم تمہارے ساتھ زندگی نہیں گزارنا چاہتے لہٰذا ہم مستقل اور آزاد رہنا چاہتے ہیں۔لیکن ہندوؤں کے مقابلے میں اس قدر استقامت دکھانے کے باوجود عیسائیت کی یہ رسم (اتوار کے دن کی چھٹی) ابھی تک ان میں باقی ہے۔ان کے سال کا آغاز بھی اسی عیسوی سال سے ہوتا ہے اور ہفتہ وار تعطیل بھی اتوار کو ہوتی ہے!!"

(آشنائی باقرآن، ج ۷، ص۸۶،۸۵)

اسلامیان پاکستان اور اس اسلامی مملکت کے دعوی دار حکام سے آیت اللہ مطہری شہیدؒ کا یہ گلہ بجا ہے کہ ہم نے لاکھوں انسانوں کی قربانی دے کر یہ ملک اسی مقصد کے تحت حاصل کیا تھا کہ یہاں ہم اپنی تہذیب وثقافت کے مطابق زندگی گزار سکیں۔وہ تہذیب وثقافت کہ جو ہماری دنیوی زندگی کی پیشرفت کے علاوہ ہماری اُخروی اور معنوی سعادت کی بھی ضامن ہے۔لیکن لاکھوں قربانیاں دینے کے بعد ہم اس مقصد کو بھول چکے ہیں اور بیسیوں دوسری اسلامی ودینی علامتوں کی طرح جمعہ کی تعطیل کو بھی بھولے ہوئے ہیں اور غیر اسلامی ثقافت کے مطابق تعطیل کرکے اپنے زعم میں پیشرفت کی منازل طے کررہے ہیں۔

جمعہ کی تعطیل کے سلسلے میں ہمارا حکمرانوں سے کوئی گلہ نہیں ہے۔کیونکہ قوم کا ہر فرد جانتا ہے کہ حکمران طبقہ اسلام سے ناآشنا اور اسلامی جذبات واحساسات سے عاری ہے۔لیکن جمعہ اور دوسرے اسلامی ثقافتی مظاہر کے تباہ ہونے پر اسلامیان پاکستان خصوصاً مذہبی طبقات پر تعجب ہے کہ اس سلسلے میں وہ اس قدر بے حس کیوں ہوچکے ہیں۔مزید تعجب اس بات پر ہے کہ ہمارے علمائے دین جو ہر محلے میں نماز جمعہ قائم کرتے ہیں، وہ اس نماز میں مسلمین کی شرکت کے راستے میں موجود رکاوٹوں کے بارے میں کیوں نہیں سوچتے! جمعے کے دن پاکستانیوں کی اکثریت دفاتر اور دوسرے اداروں میں مشغول ہونے اور محدود وقت کی وجہ سے بمشکل نماز جمعہ میں شریک ہو پاتی ہے اور پھر اکثریت نماز جمعہ کے مستحبات جن میں سب سے اہم غسل جمعہ ہے، سے محروم رہ جاتی ہے اور صفائی جو ہمارے دین میں نصف ایمان ہے اور جس کا سب سے بڑا مظہر غسل جمعہ ہے، وہ جمعہ کے بجائے اتوار کے دن انجام پاتا ہے۔

جمعہ کی تعطیل نہ ہونے کی وجہ سے ہماری جوان نسل اس دن کی برکات سے مکمل طور پر محروم رہ جاتی ہے، چونکہ وہ اس دن اسکولوں اور تعلیمی اداروں میں بند ہوتی ہے۔ اب تو ہماری جوان نسل اور بچے جمعہ کے دن کی اہمیت اور تقدس کو بھولتے ہی جا رہے ہیں اور اُن کی نظر میں اس دن اور ہفتے کے دوسرے دنوں میں کوئی فرق نہیں ہے اور نہ اس دن کی کوئی مذہبی و دینی حیثیت ہے۔ اتوار کا دن کھیل یا دوسری سرگرمیوں میں گزر جاتا ہے۔ حتیٰ مذہبی طبقات بھی اپنی مذہبی رسوم تک اتوار کے دن انجام دینے لگے ہیں اور شادی بیاہ کے علاوہ ختم قرآن، میلاد اور مجالس عزا جیسی مذہبی مجالس و محافل بھی اتوار ہی کو انجام پاتی ہیں۔

اس سے بھی زیادہ افسوس ناک بات یہ کہ دینی تہذیب و ثقافت کے علمبردار بعض دینی مدارس اور ادارے بھی جمعہ کے بجائے اتوار کو بند ہوتے ہیں اور فقہ اسلامی میں جمعہ کے واجبات و مستحبات اور اعمال کا درس دینے والے خود غیر اسلامی ثقافت کے مروج بنتے ہوئے جمعہ کو کھلے رہتے ہیں اور اتوار کو بند ہوتے ہیں اور اس طرح ندانستہ طور پر مسلمانوں کی ثقافت کو تباہ کرنے میں کفار و مشرکین کے مدد و معاون بن جاتے ہیں۔ یہاں کوئی شخص یہ توجیہ پیش کر سکتا ہے کہ دین اسلام میں تعطیل کا کوئی تصور نہیں ہے اور سورہ جمعہ میں بھی نماز جمعہ کے بعد اپنا کاروبار اور تجارت شروع کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللهِ وَاذْكُرُوا اللهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ) لیکن پھر اتوار کے دن یہ دینی مدارس کیوں چھٹی کرتے ہیں اور غیر اسلامی ثقافت کی تقویت کا باعث کیوں بنتے ہیں؟

یہ ہماری کمزوری ہے اور دشمنان اسلام کی طرف سے ثقافتی یلغار کے سامنے جھکاؤ اور نرمی کی علامت ہے۔ دوسری جانب حکمران طبقہ اور سیکولر عناصر یہ توجیہ پیش کرتے ہیں کہ اتوار کے بجائے جمعہ کے دن تعطیل اقتصادی اور معاشی ترقی کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہے، چونکہ پوری دنیا میں اقتصادی اور تجارتی مراکز جمعہ کو کھلے ہوتے ہیں اور اتوار کو بند ہوتے ہیں۔ لہٰذ جمعہ کی چھٹی کی وجہ سے ملک کا معاشی نقصان ہوتا ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو جیسے سیکولر حکمران نے اتوار کی چھٹی ختم کرکے جمعہ کی چھٹی رائج کی تھی، لیکن نواز شریف جیسے بظاہر دیندار وزیر اعظم نے معاشی نقصان کے بہانے جمعہ کی چھٹی ختم کرکے دوبارہ اتوار کی چھٹی کرکے پاکستان میں اسلامی ثقافت کو زبردست نقصان پہنچایا ہے۔ معیشت کی ترقی کے بہانے اتوار کی چھٹی کا بہانہ بنانے والوں سے عرض ہے کہ جو مسلمان ممالک مثلاً ایران اور سعودی عرب جمعہ کی تعطیل

کرتے ہیں وہ پاکستان سے معیشت میں آگے کیوں ہیں اور پاکستان اتوار کی تعطیل کرنے کے باوجود معیشت میں پس ماندہ کیوں ہے؟

اصل مسئلہ معیشت کا نہیں ہے بلکہ قومی وملی خود اعتمادی اور دینی اعتقاد کی کمزوری اور غیرت کی کمی کا ہے۔اور ایمان کی یہ کمزوری اور خود اعتمادی کا یہ فقدان اس قدر بڑھ چکا ہے کہ ہمارے دینی اداروں کے متولی بھی جمعہ کو تعطیل کرنے میں اپنے اداروں کی ترقی رکنے کا اندشہ رکھتے ہیں حالانکہ جن کے وجود کا فلسفہ ہی دینی اقدار کا فروغ اور اسلامی ثقافت کی پیشرفت ہے، وہی اس قدر خود باوری سے محروم ہو جائیں تو کسی اور سے گلہ ہی کیا اور یہی ہمارے ملک میں دینی قدروں کے زوال کی سب سے بڑی علامت ہے۔

نماز جمعہ کے خطبات میں ہر غیر ضروری مسئلے پر حتیٰ قرآنی تعلیمات کے بر عکس فرقہ پرستی کے فروغ پر تو بحث ہوتی ہے، لیکن ملک میں غیر اسلامی ثقافت اور رسوم کی روک تھام پر شاید ہی کوئی خطیبِ جمعہ بولتا ہو۔جمعہ کی اہمیت اور نماز جمعہ کے فلسفے سے بے اعتنائی ہی ہمارے اوپر سیکولر عناصر کے مسلط ہونے کا سبب ہے۔ہماری دینی اور اسلامی غیرت کا تقاضا ہے کہ ہم ہر مسئلے کو بھول کر اپنی ثقافتی سرحدوں کی حفاظت کریں اور اسلامی ثقافت کی سب سے اہم علامت یعنی روز جمعہ کی فضیلت اور اہمیت کو زندہ کرنے کی سعی کریں۔اگر روز جمعہ اور نماز جمعہ مسلمانوں کے درمیان زندہ ہو جائے تو ہم سامراج کی ثقافتی یلغار کے سامنے ایک مضبوط بند باندھ سکتے ہیں۔اور جمعہ کے سامراج شکن خطبات سے ہم ایک بار پھر اپنی سیاسی عزت نفس کو بحال کر سکتے ہیں۔

یہ کام ہمارے سیکولر اور نام نہاد مسلمان حکمرانوں کا نہیں ہے بلکہ علمائے کرام اور دینی اداروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ جمعہ جیسے اہم سیاسی اور عبادی دن کو مسلمانوں کی سیاسی عزت اور اجتماعی وقار بحال کرنے کے لئے وسیلہ بنائیں۔جس کی خاطر دین اسلام نے نماز جمعہ فرض کی ہے۔اگر علمائے دین اور دینی ادارے یہ فریضہ ادا نہیں کریں گے اور روز جمعہ کے احیا کی سعی نہیں کریں گے تو جمعہ کے بجائے عیسائیت کا مذہبی دن اتوار ہی ہماری آئندہ نسلوں کے لئے مقدس دن بن جائے گا اور ہم اپنے مرحومین کے ایصال ثواب سے لے کر دوسری مذہبی تقاریب کا انعقاد تک عیسائی ثقافت کے مطابق ہی انجام دیتے رہیں گے اور پوری ملت جمعہ کی برکات سے محروم رہے گی۔اس محرومی سے ملت پاکستان کو نکالنا علمائے کرام کی ذمہ داری ہے نہ سیکولر حکمرانوں کی۔